قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

ساڑھے چار روپے چندہ مقامی خریداروں سے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

ایڈیٹر و مالک بشیر الدین محمود احمد

آخری زمانہ میں ایک رسُول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے ۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳	مورخہ ۸ ۔ اگست ۱۹۱۵ء	یکشنبہ	مطابق رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ	نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

یہ احباب قادیان میں اعتکاف بیٹھے ہیں ۔ مسجد مبارک میں وزیر خان صاحب ۔ اور مسجد اقصیٰ میں میاں محمد حسن صاحب واعظ مسجد نور میں ماسٹر حسین خان صاحب و عبد الرحمٰن صاحب نومسلم طالب علم ۔

ڈاک کئی روز سے قادیان میں دیر سے آتی ہے ۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ پوسٹ ماسٹر صاحب اس کا کافی طور پر انتظام فرماوینگے ۔

اس ہفتہ میں غیر معمولی طور پر بہت سے مہمان تشریف لائے

۲ کی صبح کو تھوڑی دیر اچھی بارش ہوئی ۔

جناب مولوی عبد الحی صاحب کی طبیعت بوجہ پھوڑا ہونے کی وجہ سے کسی قدر علیل ہیں ۔ چیرا دیا گیا ہے اب خدا کے فضل سے رو بصحت ہیں ۔

اخبار احمدیہ

روپڑ ضلع انبالہ سے مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور و ماسٹر عبد الرحیم صاحب کامیابی کے ساتھ لیکچر دیکر واپس آگئے ہیں یہ وہی روپڑ ہے جہاں آج سے ایک سال پہلے مسلمان ہمارے واعظوں کی صورت دیکھنے سے بیزار تھے ۔ لیکن اب ہمارے لیکچرار ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی ۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ۔ ہمارے واعظین کے جانے سے پہلے تو آریہ سماج نے چار گھنٹے کا وقت مباحثہ کے لئے دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ مگر بعد میں قطعی انکار کر گئے اور کہنے لگے کہ ہم ایک منٹ بھی دینے کے لئے تیار نہیں اس کا تمام شہر پر بہت عمدہ اثر پڑا ۔

کوہ مری سے محمد جان صاحب اپنی اہلیہ کی اور گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے فیروز احمد صاحب اپنے چچا چوہدری نظام الدین صاحب کی جو ایک بڑے مخلص احمدی تھے ۔ فوتیدگی کی اطلاع دیتے ہیں ۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں ۔

ہمیرپور سے مولوی عبد الصمد صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ہفتہ میں دو روز پبلک لیکچر دیتا ہوں ۔ اور باقی ایام میں معززین اور خواص اور غیر مذاہب والوں سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کرتا ہوں ۔

چھمبہ ضلع ہزارہ سے شیر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار تحریر فرماتے ہیں ۔ میں جب ۲۹ جولائی کو قادیان سے واپس گھر جا رہا تھا تو راستہ میں کچھ خالصہ دوست مل گئے ۔ ان کو تبلیغ کی گئی ۔ نہایت خاموشی سے سنتے رہے ۔ پاس ہی ایک غیر مبایع بیٹھے تھے ۔ بجائے اس کے کہ کچھ تبلیغ کرتے ۔ گیت گانا شروع کر دیا ۔ آخر میں نے ان کو اصل واقعات بتلائے جس پر وہ کچھ خاموش ہو گئے ۔

مولوی ابو الہاشم صاحب ایم ۔ اے نے ایک اشتہار بنگلہ زبان میں طبع کرا کر شائع کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرما دے ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بھیرہ سے مستری احمد الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۳۱ جولائی کو گرمی کی شدت سے چار آدمی مر گئے ہیں اور عمر رسیدہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی ساری زندگی میں کبھی اس قسم کی گرمی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔

جالندھر میں سید میر محمد اسحاق صاحب فاضل اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل حسب الارشاد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ تبلیغ کا کام شروع کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔

میدان جنگ میں جو احمدی احباب گئے ہوئے ہیں وہ خاص طور پر دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں احباب ضرور توجہ سے ان دور افتادہ بھائیوں کے لئے دعا فرماویں۔

میدان کارزار سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا لفظ بلفظ پورا ہونا ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ پیشگوئیاں میرے لئے ایمانی ترقی کا باعث ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا رحم فرماوے اور ہمارا مددگار ہو۔

انبالہ چھاؤنی سے عبد العزیز صاحب حل مشکلات کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

فیلڈ سے برادرم حق نواز صاحب لکھتے ہیں کہ ہم تین احمدی بھائی اکٹھے ہیں۔ اور ہمیں نماز ادا کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ کبھی کبھی تھوڑی محنت کے بعد ہم زیادہ آرام میں آجاتے ہیں اور آج کل ہم آرام میں ہیں ہماری انصاف پسند گورنمنٹ عالیہ نے ہمکو ہر طرح کی ضروریات مثلاً کپڑا خوراک وغیرہ سے اس طرح متمتع کیا ہوا ہے کہ تعریف نہیں کی جاسکتی۔ ہم دل و جان سے خوش ہیں محنت کے بعد جب آرام کی جگہ پر واپس آتے ہیں۔ تو ساری تکلیف بھول جاتے ہیں غسل کیلئے مکان الگ الگ ہر ایک آدمی کو ملا ہوا ہے اور ایک ایک مکان اتنا فراخ ہے۔ کہ اس میں اکٹھے ساٹھ آدمی غسل کر سکتے ہیں۔ نلکے لگے ہوئے ہیں۔ پانی گرم ہوتا ہے۔ صابن۔ تولیہ۔ کنگھ۔ شیشہ مفت ملتے ہیں۔ اس طرح ہم تازہ دم ہو جاتے ہیں۔ نیز ہر وقت اپنے شہنشاہ معظم کی فتح مندی اور اپنے باعزت واپس آنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ احمدی بھائی ہمارے لئے دعا فرماویں۔

ڈاکٹر محمد الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مبلغ ایک سو روپیہ چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں بطور چندہ برائے ٹیچنگز آف اسلام (بزبان فرنچ) روانہ کر دیا ہے۔ جزاک اللہ خدا تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے۔

اخویم عبد الرحیم صاحب کلرک بیس پوسٹ آفس بولوں (فرانس) سے یہ خوشکن خبر بھیجتے ہیں۔ کہ ایک مدت سے میری خط و کتابت ایک نومسلم جوان مسمی محمد سلیمان سے جن کا پہلا نام سی الیس سلیش ہے جاری تھی۔ چند دن ہوئے ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جو بجنسہ حاضر کرتا ہوں۔ اس خط میں اس نوجوان نے اپنے احمدی ہونے کا اظہار کیا ہے۔ ٹیچنگز آف اسلام کے فرانسیسی ترجمہ کے لئے کچھ چندہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

ہم اپنے مکرم بھائی کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں تبلیغ حق کی اپنے فضل سے خاص توفیق عطا فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں

Prophecies that all men should know کا فرانسیسی ترجمہ ایک بلجیمی دوست سے فرانسیسی میں کروایا تھا۔ بلکہ فلامش زبان میں بھی کروا لیا ہے چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں فرانسیسی ترجمہ روانہ کیا گیا ہے۔ جنہوں نے کسی لیڈی سے اسے صحیح کرا کر تحریر فرمایا ہے۔ کہ پانچ سو کاپی پر چالیس شلنگ اور ایک ہزار کاپی پر پچاس شلنگ خرچ ہونگے۔ میں نے انہیں لکھ دیا ہے۔ کہ ایک ہزار کاپی چھپوالی جائے فلامش زبان کا ترجمہ ابھی میرے پاس ہے بلجیمی دوست کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت ہو رہی ہے خدا تعالیٰ نتیجہ خیر ثابت کرے۔

خبریں

وارسا کی حالت۔ لندن ۲۔ اگست۔ گرانڈ ڈیوک نے حکم دیا ہے کہ وارسا کے تمام مکانات وغیرہ تباہ کر دیئے جائیں۔ البتہ جو فوجی ضروریات کی وجہ سے لازمی ہوں وہ رکھ لئے جائیں۔ ان باشندگان کے لئے جو اپنی مرضی سے شہر کو چھوڑ رہے ہیں خاص رستے مقرر کئے گئے ہیں۔

لندن ۳۔ اگست پیرس کا ایک اعلان مظہر ہے کہ آرگون میں پیدل فوج کی ایک سخت لڑائی ہوئی۔ دوسرے روز علی الصباح جرمنوں نے ایک خندق پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ایک جوابی حملہ کر کے اس کا کچھ حصہ پھر واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد جرمنوں نے جلتا ہوا رقیق مادہ استعمال کر کے سیری تھرلیسی کے علاقہ کی خندقوں پر سخت حملہ کیا اور ایک میں قدم جمالئے۔ لیکن ایک جوابی حملہ کر کے ہمنے کھوئی ہوئی زمین کا بہت سا حصہ واپس لے لیا۔ واشگنش کے فرنٹ پر ان پہاڑیوں میں ہمنے گذشتہ دنوں فتح کی تھیں لڑائیوں کے سلسلے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے کئی جرمن خندقیں چھین لیں اور ۵۰ قیدی گرفتار کئے۔

لندن۔ ۲۔ اگست۔ ایک جرمن لمبو تنگ مظہر ہے کہ وارسا کے سامنے کی حالت غیر مبدل ہے اور کروسی ابھی تک جنرل میکنسن کی فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

لندن ۲۔ اگست۔ پیٹرو گریڈ۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ کورنیڈ سے شہر چولم کے جنوب تک کے تمام فرنٹ پر شدید جنگ جاری ہے۔ روسیوں نے کئی سنگینوں کے جوابی حملوں میں دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ ایک سخت جنگ کے بعد جو دو دن تک رہی۔ جرمن کورلینڈ میں باسک کے نزدیک سٹاڈ کے جنوب مشرق میں واقع دریا آو کو عبور کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن مزید جنوب میں پونیویسز کی سڑک پر جو مٹاڈ اور کوونو کے درمیان نصف راستے پر ہے روسیوں نے ایک آگے بڑھتے ہوئے جرمن دستہ فوج کو پسپا کیا۔ کئی صد قیدی گرفتار کئے اور دشمن کی لاشوں سے بھر پور خندقوں پر قبضہ کر لیا۔ سخت تند حملے کر کے جرمن وارسا کے شمال مشرق میں دریائے نارہو کو عبور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خواجہ صاحب کے اشتہار کا جواب

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ؕ

خواجہ صاحب نے حال میں ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو مسلمہ اعتقادات سے منحرف کرنے کے لئے ایک نرالی چال چلی ہے جماعت کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر اختصار کے ساتھ اس اشتہار پر ریویو کیا جاوے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم ٭

خواجہ صاحب نے اپنے اشتہار کے ابتدا میں بڑے فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ جو رسالہ انہوں نے سلسلہ کے اندرونی اختلافات کے اسباب پر لکھا تھا وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں "میرا لیکچر بعنوان "اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب" بہت سے امور کو روشنی میں لے آیا۔ ہم اسبات کو ضرور تسلیم کرینگے کہ خواجہ صاحب کا وہ لیکچر بہت مفید ثابت ہوا۔ اور وہ اسبات کا ذریعہ بنا۔ کہ بہت سے لوگ جو پہلے غیر مبائعین میں داخل تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کی حقیقت کو سمجھا۔ اور جن غلط خیالات میں وہ گرفتار ہو گئے تھے ان سے وہ تائب ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کے مبائعین میں شامل ہو گئے۔ اور نیز بہت سے غیر احمدی بھی ان کتابوں کے ذریعہ جو خواجہ صاحب کی تحریک پر لکھی گئیں۔ مستفیض ہوئے۔

پس اس امر میں کچھ کلام نہیں ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنا لیکچر شائع کر کے ہمیں ممنون احسان کیا ہے۔ کیونکہ اسی رسالہ کی بدولت القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ جیسی نور اور ہدایت سے بھری ہوئی کتابیں لکھی گئیں۔ جن سے بہت سے برگشتہ خیالات کے آدمیوں کو فائدہ ہوا۔ اور وہ ہدایت کی روشنی میں آکر خلافت کی سلک میں منسلک ہو گئے پس خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب اپنا موعودہ رسالہ بجواب حقیقۃ النبوۃ بہت جلد شائع کر کے ہمیں مزید شکریہ کا موقعہ دینگے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل و رحم پر کامل بھروسہ ہے کہ ان کا یہ رسالہ بھی پہلے رسالہ کی طرح خلافت کے راستہ سے بہت سی روکوں کے دور کرنے کا موجب ہو گا

اگرچہ خواجہ صاحب اپنی عادت کے مطابق خودستائی فرماتے۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے کام کو بطور فخر کے پیش کر کے ان سے تحسین و آفرین کے امیدوار ہیں مگر اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے خواجہ صاحب فخریہ طور پر اپنی خودستائی کرتے ہوئے اور اپنے کام کی داد چاہتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لیکچر بعنوان "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" بہت سے امور کو روشنی میں لے آیا۔ ایسا ہی جناب مولوی ابو سعید بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ فخریہ طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کے مقابل میں میری تحریریں بہت سے امور کو روشنی میں لے آئیں۔ اور اسی طرح ابو الحکم سید اہل الوادی مکی کہہ سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں اس کی مخالفت قرآن شریف کے ذریعہ بہت سے امور کو روشنی میں لائی۔ اگر یہ کوئی فخر کی بات ہے۔ تو اس فخر میں خواجہ صاحب کے ساتھ ابو الحکم مکی اور مولوی ابو سعید بٹالوی بھی شامل اور شریک ہیں ٭

خواجہ صاحب اپنے اس اشتہار میں بعض آدمیوں کی فہرست دیکر ان پر چند سوالات کرتے۔ اور اس کی غرض یہ ظاہر فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت میں جو بعض جھگڑے پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کا ان لوگوں کی شہادت کی بناء پر تصفیہ فرما دیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ جو سالہا سال حضرت مسیح موعود کی خدمت میں رہے اور آخر وقت تک حضرت مسیح موعود کی صحبت بابرکت سے فائدہ اٹھاتے رہے ایسے لوگوں سے اگر دریافت کیا جاوے کہ حضرت مسیح موعود کی رسالت اور نبوت کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تو اس طریق سے بھی ایک طالب حق پر حق آسانی سے کھل سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ خواجہ صاحب نے اس تجویز کو بھی ایسا بگاڑ کر پیش کیا ہے کہ اگر ان کے پیش کردہ طریق پر عمل کیا جاوے تو بجائے فائدہ کے نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے اور نہ خواجہ صاحب سے یہ امید ہو سکتی تھی کہ وہ احمدیہ سلسلہ کے متعلق "صحیح تقویٰ" کو مدنظر رکھ کر کوئی کارروائی کرنی پسند کرینگے احمدیہ جماعت سے جسقدر ان کو تعلق ہے وہ اسکے حالات سے ظاہر ہے یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے غیر احمدیوں کے روپیہ کی خاطر حضرت مسیح موعود کے ساتھ اپنے تعلق کو فروخت کر دیا۔

ولایت کے ایک سالہ کے یہ صاحب ایڈیٹر ہیں اور احمدؑ کا غلام ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ مغربی قوموں کے سامنے اسلام کے وہ زندہ اور تازہ نشانات پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور تمام انبیاء کی صداقت اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے احمد علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں دکھائے۔ اور دکھا رہا ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے صرف غیر احمدیوں کے روپے کی خاطر اپنے آپ پر حرام کر دیا کہ احمدؑ کے نشانات کو پیش کرنا تو کجا احمد علیہ السلام کا نام بھی زبان پر لائیں

غرض خواجہ صاحب نے اپنے پرانے محسن اور آقا کے نام کو اسی طرح اس کے مخالفوں کے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح کے ایک بدقسمت شاگرد نے جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت احسان کئے تھے۔ اپنے آقا کے دشمنوں یعنی یہود کے روپے کی خاطر اپنے محسن آقا کو بیچ دیا۔ پس کیا ایسے شخص سے جو چند روپوں کے بدلے اپنے محسن آقا کے نام کو فروخت کرنیوالا ہے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ احمدی جماعت کو کچھ نفع پہنچائے گا ٭

پھر یہ وہی صاحب ہیں جن کی نسبت غیر احمدی اخبارات یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب یہ حضرت مرزا صاحب سے اپنا تعلق قطع کر چکے ہیں۔ اور اپنے پہلے عقائد باطلہ سے تائب ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ اسبات کے مستحق ہیں کہ انکو روپیہ دیا جاوے۔ مگر یہ صاحب اسقدر غیرت بھی اپنے اندر نہیں رکھتے کہ ایسے اعلانوں کی تردید میں ایک سطر بھی شائع کریں بلکہ ایسے اعلانوں کو غنیمت سمجھتے۔ اور ان کے ذریعہ سے غیر احمدیوں سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس کیا ایسے بے غیرت

انسان سے جسکو احمد علیہ السلام کی عزت کا ذرا بھی پاس نہیں۔ کسی بھلائی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ ناظرین انصاف سے کہیں کیا ایسا شخص قابل اعتماد ہو سکتا ہے کیا ایسا شخص احمدیوں میں کسی عزت کا مستحق ہو سکتا ہے کیا احمدی اس سے کسی خیر کی امید رکھ سکتے ہیں ٭

شاید کوئی شخص ہماری اسبات کو تعصب کی طرف منسوب کرکے اس کو غلط قرار دے۔ اس لئے ہم یہاں ایک بالکل غیر متعلق شخص کی رائے کو درج کرتے ہیں۔ جو آج ہی اتفاق سے ہمارے پاس پہنچی ہے یہ شخص ایک انگریز ہے جسکو تھوڑا ہی عرصہ ہوا خواجہ صاحب سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اور جس نتیجہ پر وہ خواجہ صاحب سے گفتگو کرنے کے بعد پہنچا ہے۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-

صاحب موصوف اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ جولائی میں خواجہ کمال الدین صاحب کی نسبت تحریر فرماتے ہیں :-

I had a long interview with him in Lahore in May, and there is no question about his being a rationalist, as he freely admitted to me that he and his followers are. His adherence to the late Mirza Ghulam Ahmed is certainly very hazy if not hypocritical.

(ترجمہ) گذشتہ مئی میں مقام لاہور میں وہ (کمال الدین) میرے ساتھ بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک ریشنلسٹ ہے جیسا کہ اس نے بلا تامل میرے سامنے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ میں اور میرے اتباع ریشنلسٹ ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے ساتھ اس کا تعلق اگر منافقانہ نہیں تو بہت مکدّر ہے۔

اس شہادت میں لفظ ریشنلسٹ قابل تشریح ہے، ہم اپنی طرف سے اس لفظ کے معنے نہیں لکھتے۔ بلکہ جو معنے انگریزی لغت میں لکھے ہیں وہ درج کئے دیتے ہیں۔ ڈکشنری میں اس لفظ کے معنے یوں لکھے ہیں :-

One who Considers reason the sufficient guide in religious matters; one who rejects the super-natural element in dealing with scripture and dis-believes in revelation

ترجمہ۔ ریشنلسٹ اس شخص کو کہتے ہیں جو مذہبی اُمور میں عقل کو کافی ہادی خیال کرتا ہو۔ مقدس کتابوں میں خارق عادت حصہ کو رد کرتا ہو۔ اور الہام اور وحی کا مُنکر ہو۔ اب ناظرین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ایک ایسا شخص جس کی نسبت غیر احمدی چندہ دینے والے برملا یہ اعلان کریں کہ اب یہ شخص احمدی نہیں اور اس کو حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہیں اور اب یہ اپنے پہلے عقائد سے برگشتہ ہو چکا ہے اور ہم نے خود اس شخص سے پوچھ کر اس امر کا اطمینان کرلیا ہے کہ اب یہ شخص حضرت مرزا صاحب کا پیرو نہیں اور دوسری طرف وہ ایک معزز انگریز کے سامنے اس امر کا اقرار کرے کہ میں ریشنلسٹ ہوں تو کیا ایسا شخص احمدی جماعت میں کوئی حیثیت رکھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اور صرف اسی انگریز کی ایک شہادت نہیں ابھی دو تین روز ہوئے پشاور سے ایک احمدی نے حلفیہ بیان لکھ کر بھیجا ہے کہ خواجہ صاحب نے ایک خاص مجلس میں حضرۃ مسیح موعود کے الہامات کے متعلق ایسے الفاظ کہے جو صرف ایک مُرتد کے مُنہ سے نکل سکتے ہیں جب اس شخص کے ایمان کا یہ حال ہے تو اس سے کس طرح کسی نفع کی اُمید ہو سکتی ہے۔ جو شخص خود ارتداد تک پہنچ چکا ہو اس کی ایک جماعت کے مذہبی اُمور میں مداخلت خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتی۔ ہم بڑے زور سے جماعت کو آگاہ کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب کو جماعت کا خیر خواہ ہرگز نہ سمجھا جاوے بلکہ ان سے اسی طرح پرہیز کیا جائے۔ جس طرح ایک ہوشیار دشمن سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا تجربہ تم سے پہلے حضرت مسیح ..... کے پیرو کر چکے ہیں۔ انمیں ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو دراصل حضرت مسیح علیہ السلام کے سلسلہ کے دشمن تھے۔ مگر انہوں نے دوستوں کی شکل اختیار کرکے مسیحی سلسلہ کے مذہبی معاملات میں مداخلت کی۔ اور جو لوگ اپنی سادگی سے انکو مسیحی دین کا خیر خواہ سمجھ کر ان کی طرف جھکے ان کو ایسی ٹیڑھی راہ پر چلایا کہ وہ حضرت مسیح کی صحیح تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے اور جن لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحبت سے پورا فائدہ اُٹھایا ہوا تھا۔ اور آپ کی تعلیم کی تہ کو پہنچے ہوئے تھے انہوں نے دیکھ لیا کہ جس راہ کی طرف یہ شخص ہم کو چلاتا ہے وہ مسیح کی راہ نہیں اس لئے وہ ایسے دوست نما دشمنوں سے مجتنب رہے اور اس طرح انہوں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ بعینہٖ اسی قسم کا شخص تم میں اسوقت کھڑا ہوا ہے۔ جو طرح طرح کے حیلوں سے حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے تم کو پھیرنا چاہتا ہے پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور اس دوست نما دشمن سے اجتناب اختیار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم راہ راست سے دور جا پڑو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو چھوڑ بیٹھو۔ چونکہ ہمارا مسیح پہلے مسیح کا مثیل ہے اس لئے مشابہت کے لئے ضروری تھا کہ اس رنگ کے انسان ہم میں بھی پیدا ہو جاتے پس تم پہلے نمونہ سے سبق حاصل کرو اور ایسے لوگوں کے پیچھے نہ جاؤ کیونکہ جس راہ کی طرف یہ شخص طرح طرح کے حیلوں سے تمہیں بہکا کر لیجانا چاہتا ہے وہ تاریکی اور ظلمت کی راہ ہے پس تم نُور سے نکلکر ظلمت کی طرف نہ جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اُمید ہے کہ یہ لوگ اپنے حیلوں میں ناکام و نامُراد رہیں گے۔ کیونکہ ہمارا مسیح صرف مسیح ہی نہیں بلکہ مہدی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت گمراہی سے محفوظ رہیگی۔ ہاں ممکن ہے کہ بعض بھیڑیں جو

گلہبان کی حفاظت چھوڑ کر ریوڑ سے جُدا ہو کر چرنا چاہیں وہ ایسے بھیڑیوں کا شکار ہو جائیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہو رہا ہے، اور جن لوگوں نے جماعت کے امام سے علیحدگی اختیار کی ہے انکی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے اور صحیح عقائد کو چھوڑ کر غلط خیالات میں مُبتلا ہو رہے ہیں اور کئی ایک انمیں سے خواجہ صاحب کی طرح رشینلسٹ بھی ہو گئے بلکہ بعض تو دہریہ بھی ہو گئے ہیں یہ ہے نتیجہ خلافت کے انکار کا اور یہ نظارہ ایک بین ثبوت ہے خلافت کی ضرورت کا۔ عقلمند ہے وہ انسان جو اب بھی غور کرے اور امام وقت کی پناہ کے نیچے اپنے تئیں لے آئے تا خدا کے فیضان کا وارث ہو اور بدقسمت ہے وہ انسان جو تکبر کی راہ سے خلافت سے سرکشی اختیار کرتا اور اپنے تئیں اس سے مستغنی خیال کرتا ہے ایسا شخص اپنی اس سرکشی کا کڑوا پھل اسی زندگی میں ظاہری اور باطنی طور پر چکھ لیگا۔ کاش! کوئی سعید رُوح ہماری آواز پر کان دھرے اور اپنے روح کو بچانے کی فکر کرے مگر توفیق خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر ہمارے غیر مبائعین بھائی استغفار سے کام لیں تو شاید اللہ تعالیٰ ان کو راہ حق کی طرف ہدایت فرما دے۔

دوسری بات جو انگریز کی شہادت متعلقہ خواجہ کمال الدین صاحب میں قابل توجہ ہے وہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا ہے "میں اور میرے اتباع" اِن الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی بڑائی چاہتا ہے۔ وہ میں اور میرے اتباع کے الفاظ کہکر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں معمولی انسان نہیں بلکہ ایک بڑا مذہبی لیڈر ہوں اور بہت سے لوگ میری پیرو اور شاگرد ہیں دیکھو اس شخص کو بڑا بننے کی کس قدر خواہش ہے کہ اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے جھوٹ سے بھی پرہیز نہ کیا۔ کیا خواجہ صاحب اپنے اتباع کی ایک فہرست شایع کر سکتے ہیں تا ہم کو بھی معلوم ہو کہ وہ کون کون لوگ ہیں جو خواجہ صاحب کے اتباع ہونے کا فخر رکھتے ہیں اور تا ثابت ہو کہ خواجہ صاحب نے کذب سے کام نہیں لیا۔ اچھا ہوا کہ اس موقعہ پر مسٹر محمد علی موجود نہ تھے ورنہ ممکن تھا کہ اُسی انگریز کے سامنے وہ خواجہ صاحب سے اس بات پر لڑ پڑتے کہ منکرانِ خلافت نے تو مجھے امیر بنایا ہوا ہے تم کون ہو جو میری امارت میں شراکت کا دعویٰ کرتے ہو اور میرے مقابل میں اپنے تئیں اِس گروہ کا امام ظاہر کرتے ہو ؎

پس جس شخص کی حالت ایسی مشتبہ ہو اُس پر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے ؎

علاوہ ازیں خواجہ صاحب کا اپنا اشتہار اسبات کا کافی ثبوت دے رہا ہے کہ کسی نیک نیتی سے یہ اشتہار نہیں لکھا گیا۔ بلکہ اس کے لکھنے میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا گیا ہے اور ہرگز حق طلبی اور تحقیق حق کی غرض سے نہیں لکھا گیا۔ چنانچہ جو سوال خواجہ صاحب نے اپنے اشتہار میں تجویز کئے ہیں انہی سے صاف ظاہر ہو رہا ہے، کہ خواجہ صاحب کی ان سوالات سے تحقیق حق بالکل غرض نہیں بلکہ صرف ایک چالاکی سے اپنا مطلب نکالنا مقصود ہے۔ مثلاً پہلے سوال ہی کو لو کہ کیا حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب ظلی نبی تھے یا حقیقی نبی۔ اس سوال میں سخت دھوکہ دیا گیا ہے۔ ہر دو فریق میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ حضرت مرزا صاحب ظلی نبی نہیں تھے۔ اسی طرح ہر دو فریق میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقی کی اصطلاح استعمال کی ہے یعنی صاحبِ شریعت ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے مگر یہ سوال اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ گویا ایک فریق حضرت مسیح موعود کو ظلی کہتا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ وہ ظلی نبی نہیں تھے۔ اور کہ ایک فریق حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی یعنے صاحبِ شریعت نبی کہتا ہے۔ اور دوسرا ایسا نبی ان کو تسلیم نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب خوب جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ظلی نبی تھے۔ فریقین میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو ظلی کے مفہوم میں ہے یعنے ایک گروہ تو ظلی کے صرف یہ معنے لیتا ہے کہ نبوت بلاواسطہ نہیں ملی بلکہ بالواسطہ حاصل ہوئی ہے ورنہ نفس نبوت میں کوئی نقص نہیں صرف طریقِ حصول میں فرق ہے۔ اور ظلی کا لفظ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبوت براہ راست نہیں ملی بلکہ بالواسطہ ملی۔ ورنہ نبوت وہی ہے جو دوسرے تمام انبیاء کو ملی۔ دوسرا فریق ظلی نبوت سے ایسی نبوت مراد لیتا ہے۔ جو صرف نام کی نبوت ہو۔ اور دراصل اس کا کوئی وجود نہ ہو۔ اسی طرح حقیقی نبی کی اصطلاح کو ایک فریق ان معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ جن معنوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے.... اس کو بالکل نظرانداز کر دیا اور کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فی الواقع نبی نہ تھے۔ غرض ہر دو فریق میں ان ظاہری الفاظ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ صرف ان کے مفہوم کے متعلق اختلاف ہے۔ پس اگر جناب خواجہ صاحب کو تحقیق حق مقصود تھی تو ان کو چاہئے تھا کہ ان الفاظ کے مفہوم کے بارہ میں سوال کرتے کہ تمہارے نزدیک کس فریق کے معنے درست ہیں ورنہ الفاظ کے متعلق تو کسی کو اختلاف نہیں مگر خواجہ صاحب نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا فریقین کو ان الفاظ کے متعلق اختلاف ہے یعنی مثلاً ایک فریق حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی مانتا ہے۔ اور دوسرا ظلی نبی نہیں مانتا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ خواجہ صاحب خوب جانتے تھے کہ سب لوگ یہی جواب دینگے۔ کہ حضرت مسیح موعود ظلی نبی تھے۔ اس لئے ان کو اس سوال کی ضرورت نہ تھی مگر انکی غرض یہ تھی کہ سب گواہوں سے وہ یہ تو منوا لیں گے کہ حضرت مسیح موعود ظلی نبی تھے۔ تب وہ اس لفظ کے وہ معنے لیکر جو وہ خود کرتے ہیں یہ فیصلہ دیدینگے۔ کہ تمام گواہوں کے بیانات مولوی محمد علی صاحب کی تائید میں ہیں۔ اس لئے انکے حق میں ڈگری دی جاتی ہے۔ انکی یہ چال اس سے بھی ظاہر ہے کہ ظلی کے مقابل میں انہوں نے حقیقی کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود نے ظلی کے مقابل میں مستقل کا لفظ رکھا ہے۔ اور حقیقی کے مقابل میں مجازی۔ مگر خواجہ کمال الدین صاحب نے کمال ہوشیاری سے ظلی کے مقابل حقیقی رکھ کر دونو لفظوں کے معنوں کو بگاڑ دیا ہے۔ یعنے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے ان کو چھوڑ کر اپنی طرف سے نئے معنے گھڑ لئے ہیں۔ اگر وہ ظلی کے مقابل میں مستقل کا لفظ رکھتے تو ان کا مطلب حل نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ اس سے لفظ ظلی کے صحیح معنے کھل جاتے تھے۔ اور ایسا ہوتا ان کی پوشیدہ غرض کے مخالف تھا۔ کیونکہ وہ ان لفظوں کو ان معنوں میں نہیں لینا چاہیئے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

یعنی صاحب شریعت نبی ۔ دوسرا فریق لفظ و حضرت مسیح موعود کا اختیار کرتا ہے۔ لیکن جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے اس اصطلاح کو استعمال کیا ؎

ان کو استعمال کیا لفظ تو رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے اور معنے گھڑتے ہیں اپنی طرف سے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ظلی کے مقابل میں حقیقی رکھ کر حضرت صاحب کے معنوں کو بالکل بدل دیا۔ اب اقرار وہ ہم کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت صاحب کے الفاظ کا اور معنے وہ اپنی طرف سے گھڑ کے اپنا مطلب حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی اس چال کو چھپانے کے لئے جواب دینے والوں کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ میرے تجویز کردہ الفاظ نہ بدلیں۔ اور نہ یہ کہیں کہ یہ سوال ہو ہی نہیں سکتا۔ یا یہ سوال یوں چاہئے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کیا اسی کا نام صحیح تقویٰ ہے۔

خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ چالاکی سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کی چابی دیانت داری ہے خواجہ صاحب خود ہی بتلائیں کہ ایسے سوالات کا آپ کی مجوزہ شرائط کے ساتھ جواب دینے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہمارے جوابات سے دنیا کو دھوکہ لگے۔ یہ نمونہ تو پیشے خواجہ صاحب کی اس ہوشیاری کا پیش کیا ہے جو انہوں نے سوالات کے تجویز کرنے اور سوالات کے جوابات کے لئے شرائط قائم کرنے میں استعمال کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے گواہوں کے انتخاب میں بھی کمال ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ مثلاً دعویٰ تو کیا ہے کہ میں ایسے بزرگوں کی ہی طلب کرتا ہوں "جنہوں نے برسوں آپ (حضرۃ اقدس) کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کی"۔ "ہفتوں اور مہینوں ساتھ رہے۔ سفر حضر میں ہر طرح شریک حال رہ کر ہر طرح فیض صحبت سے مستفید ہوئے"۔ "جنہوں نے یہ باتیں خود حضرت والا سے پڑھیں سنیں اور سیکھیں"۔ "حضرت کی صحبت میں برسوں بیٹھے مدتوں حضرت کی خدمت میں رہتے رہے"۔ مگر جن لوگوں کی فہرست دی ہے۔ ان میں سے کئی اصحاب ایسے ہیں۔ جن پر یہ الفاظ ہرگز صادق نہیں آتے مثلاً چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نائب تحصیلدار لاہور۔ حکیم شاہ نواز صاحب (ملتانی) راولپنڈی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب۔ غلام اکبر خاں صاحب مولوی سید محمد رضوی صاحب۔ حافظ فضل احمد صاحب۔ مولوی محمد بخش صاحب دیگراں۔ شیخ نور احمد صاحب وکیل۔ شیخ غلام رسول صاحب تاجر ماسٹر غلام محمد خاں صاحب میانوالی۔ صوفی محمد الدین صاحب۔ ماسٹر محمد شریعت اللہ خاں صاحب انسپکٹر پولیس۔ صوفی شمس الدین صاحب شملہ مولوی الٰہی بخش صاحب بنارس۔ میر بڈھے شاہ صاحب بخشی عبد الرزاق صاحب۔ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ منشی عبد العزیز صاحب دہلوی منشی عبد العزیز صاحب سہارنپوری۔ چودھری نظام الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مولوی عبد الماجد صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب۔ منشی نذر علی صاحب۔ چودھری نواب خان صاحب۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب لائل پور شیخ مولا بخش صاحب لائل پور۔ شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش۔ شیخ محمد حسین صاحب لائل پور۔ مولوی عزیز بخش صاحب۔ مولوی خدا بخش صاحب احمدیہ پرنٹنگ ورکس وغیرہ وغیرہ*۔ غرض اکثر نام ایسے ہیں۔ جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ جو میں ان کے اشتہار میں سے اوپر نقل کر چکا ہوں۔ ہرگز صادق نہیں آتے۔ کبھی کبھی آجانا اور بات ہے۔ اور متواتر مہینوں اور برسوں حضرۃ مسیح موعود کی صحبت بابرکت کا التزام کرنا۔ جیسا کہ خواجہ صاحب کے الفاظ کا منشاء ہے اور بات ہے انہیں بعض ایسے نام بھی ہیں جو حضرت صاحب کی زندگی میں غالباً صرف ایک دفعہ آئے۔ مثلاً حکیم شاہ نواز صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جہاں تک ہمیں یاد ہے صرف ایک دفعہ تشریف لائے تھے چودھری محمد اسماعیل صاحب کی مثال بھی قابل غور ہے چودھری صاحب شاذ و نادر طور پر قادیان میں تشریف لائے ہونگے مگر خواجہ صاحب کا انصاف دیکھئے۔ چودھری صاحب کے والد صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلصوں میں سے ہیں اور صاحب علم و فضل ہیں۔ مگر خواجہ صاحب نے انتخاب کے وقت باپ پر بیٹے کو ترجیح دی اس لئے کہ بیٹا خواجہ صاحب کا ہم خیال ہے۔ باوجودیکہ اسکو حضرت صاحب کی خدمت میں رہنے کا موقعہ کم ملا ہے۔ یہ نمونہ ہے خواجہ صاحب کے انتخاب کا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس انتخاب میں کہاں تک صحیح تقوے سے کام لیا ہے خواجہ صاحب نے اگر انتخاب ہی کرنا تھا تو انکو چاہئے تھا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کرتے جو فی الواقع برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ کیا ایسے لوگوں کی کچھ کمی تھی کہ خواجہ صاحب کو حکیم شاہ نواز صاحب اور چودھری محمد اسمٰعیل بی اے جیسے اصحاب کے انتخاب کی ضرورت پڑی جب ایسے لوگ موجود ہیں جو ابتداء سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے یا اپنی عمر کا بڑا حصہ انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت اور صحبت میں گذارا تو پھر خواجہ صاحب کا انکو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جنکو حضرت صاحب کے پاس رہنے کا بہت کم موقعہ ملا ہے صاف ظاہر کرتا ہے کہ خواجہ صاحب نے دھوکہ دینا چاہا ہے۔ ادھر تو یہ لکھنا کہ اب ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے برسوں آپ کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کی اور اگر حضرت صاحب کی کتابیں بھی نہ ہوتیں تو پھر بھی یہ بزرگ اپنے ذاتی علم سے بہت کچھ ان مسائل پر روشنی ڈال سکتے تھے"۔ دوسری طرف جب انتخاب کا وقت آتا ہے تو یہ سارے بزرگ سوائے چند کے نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور انکی جگہ ایسے نام لکھ دیئے جاتے ہیں جنکو برسوں حضرت صاحب کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا کیا یہ اس امر کا کافی ثبوت نہیں کہ خواجہ صاحب نے سخت چالاکی سے کام لیا ہے۔ اگر ان کا ارادہ نیک ہوتا تو انکو کسی انتخاب کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ

* ان میں ایسے لوگوں کے نام بھی ہیں جو مبائعین میں داخل ہیں مگر انصاف کو مدنظر رکھ کر ہم نے مبائعین کے نام بھی جن کو خواجہ صاحب نے منتخب کیا ہے مگر جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ صادق نہیں آتے مندرجہ بالا فہرست میں دکھا دیا ہے۔

وہ عام اعلان کرتے کہ ایسے لوگ جو برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہے امور متنازعہ فیہا کے متعلق اپنے علم کی بنا پر اپنی رائے لکھکر ان کے پاس بھیجیں اس طریق پر کافی سے زیادہ ایسے آدمیوں کی شہادتیں انکو ملسکتی تھیں جو فی الواقع حضرت اقدس کی خدمت میں برسوں رہے ہیں۔ مگر یہ طریق تو ایسے لوگ اختیار کرتے ہیں جو طالب حق ہوں۔ مگر جو لوگ کوئی خاص غرض اپنے دل میں رکھتے ہوں وہ کس طرح ایک سیدھا راستہ اختیار کر سکتے ہیں جس سے حق کھل جائے۔

بے شک خواجہ صاحب نے چند ایسے نام بھی لکھے ہیں جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ صادق آتے ہیں اور جو واقعہ میں برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہکر ان کی صحبت سے مستفید ہوئے مگر ایسا کرنا بھی انکے لئے ضروری تھا تا کہ ان ناموں کی وجہ سے ان کی کارروائی پر پردہ پڑ جائے۔ جن اصحاب کے نام خواجہ صاحب نے دیئے ہیں انکی نسبت بہت زیادہ عرصہ قادیان میں رہنے کا شرف رکھنے والے اصحاب کے نام بھی پیش کئے جا سکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ اگر ایسے لوگوں کو چھوڑ دیا ہے جنکو خواجہ صاحب پیش کرتے ہیں تو خواجہ صاحب کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ اے خواجہ صاحب! خدارا دین کے معاملہ میں تو اپنی خود غرضی کے طریق کو چھوڑ دو۔ دین کو کیوں کھیل بناتے ہو الٰہی سلسلہ میں کیوں دنیاداروں کے رنگ میں دست اندازی کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ اور دین کو اپنی طبع آزمائی کا میدان نہ بناؤ۔ ایک غیور خدا دیکھتا ہے۔ ممکن ہے کہ تم دنیا سے اپنے چال کو مخفی رکھ لو مگر خدا تو عالم الغیب ہے۔ اس ....

.... سے ڈرو اور دین کے معاملہ میں اپنی حکمت عملیوں کو چھوڑ دو یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اب بھی جواب دینے کے لئے تیار ہیں مگر دو شرطیں پیش کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ پہلے ان الفاظ کے متعلق جن کے مفہوم میں اختلاف ہے ہر دو فریق سے دریافت کریں کہ ہر ایک فریق ان الفاظ کا کیا مفہوم سمجھتا ہے۔ اس کے بعد آپ ہر دو فریق کے ایسے آدمیوں سے جو برسوں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں رہے ہیں حلفیہ شہادت لیں کہ ان کے نزدیک کونسا مفہوم درست اور صحیح ہے۔ اور جیسا آپنے جواب کے لئے ۳ ہفتہ کی میعاد مقرر کی ہے۔ ایسا ہی ہم آپکے لئے ۳ ہفتہ کی میعاد مقرر کرتے ہیں کہ آپ ۳ ہفتہ میں طرفین سے الفاظ زیر بحث کا مفہوم دریافت کر کے شائع کر دیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ہماری طرف سے پہلے آپ پر اور آپ کی پارٹی کے بعض ممبروں پر بعض سوالات ہو چکے ہیں مگر آپ لوگوں نے جواب سے پہلو تہی کیا ہے۔ چنانچہ آپ سے ہی حلفیہ شہادت اس امر کی طلب کی گئی تھی کہ آپ نے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حضرت فضل عمر پر یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے خلیفۃ المسلمین بننے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو چٹھی لکھی ہے اور آپنے لوگوں کے پاس ظاہر کیا تھا کہ معتبر ذریعہ سے یہ خبر ہمیں پہنچی ہے اس کے متعلق اپنی حلفیہ شہادت شائع کرو۔ مگر آپ اس حلفیہ شہادت سے پہلو تہی کر کے بقول خود آثم قلبہ کے مصداق ہو گئے جب آپ خود آثم قلبہ کے مصداق ہیں تو آپکو کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسروں سے شہادتیں طلب کریں۔ اسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح حضرت فضل عمر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگایا تھا کہ آپ حضرت مسیح موعود کو حقیقی یعنی صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔ ان سے حلف کے ساتھ شہادت مانگی گئی تھی مگر وہ بھی آپ کے قول کے بموجب آثم قلبہ کے مصداق بن گئے۔ غرض ہماری طرف سے پہلے کئی موقعوں پر حلفیہ شہادتیں آپ اور آپکے رفیقوں سے طلب کی گئی ہیں ہم ان مطالبات اور بعض اور ضروری مطالبات کو دوبارہ یکجا شائع کر کے ان کے متعلق آپ سے اور آپکے رفقاء سے حلفیہ بیان طلب کرتے ہیں۔ آپ انکا جواب دیں۔ تو ہم آپ کے مطالبات کا بڑی خوشی کے ساتھ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ بس آپ ہمیں اپنے ارادہ سے مطلع فرما دیں۔ اگر آپ ان امور کے متعلق جن کے بارہ میں ہم آپ صاحبان سے حلفیہ شہادت طلب کرتے ہیں اپنی حلفیہ شہادت دینے کے لئے تیار ہوں تو تین ہفتہ کے اندر ہمیں مطلع فرما دیں تا شائع کر دیں اور پھر فریقین کے جوابات ایک ہی وقت میں دونوں طرف سے اکٹھے شائع ہو جاویں یعنی ہم بھی آپکے سوالات اور ان امور کے متعلق جو ہم آپ سے دریافت کرینگے اپنے حلفیہ بیانات شائع کر دیں اور آپ اور آپکے فریق کے لوگ بھی آپکے سوالات اور ہمارے مطالبات کے متعلق حلفیہ بیانات شائع کر دیں اور اگر آپ خود حلفیہ شہادت دینے سے گریز کرتے ہیں تو آپ بقول خود آثم قلبہ کے مصداق ہیں اور جس کا اپنا دل آثم ہو وہ حق نہیں رکھتا کہ دوسروں سے حلفیہ شہادت کا مطالبہ کرے۔ ایک دو اور امور بھی خواجہ صاحب کے اشتہار میں قابل غور ہیں آپ اپنے اشتہار میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس وقت کے مباحثہ میں حصہ لینے والے بعض ایسے آدمی ہیں جو حضرت اقدس کے زمانہ میں کم سن تھے اور زیادہ کھیل کود میں مصروف رہتے تھے جہالت بھی بہت بری چیز ہے جو بعض اوقات انسان کو قابل شرم غلطیوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اگر خواجہ صاحب کو دین کی کچھ آگاہی ہوتی تو ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرتے۔ خواجہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس شخص کی کمسنی کی طرف وہ اشارہ کرتے ہیں اس کی عمر حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت اس سے زیادہ تھی جتنی کہ حضرت عائشہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھی مگر باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو اور خواجہ صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں گانیوالی عورتیں آکر گاتیں۔ دف بجاتیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود انکو کھیل تماشہ دکھاتے چنانچہ حبشیوں کی کھیل کا تماشہ بہت دیر تک عائشہؓ کو دکھاتے رہے۔ پھر کھیل کے طور پر حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑے بھی۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے آپنے فرمایا نصف دین حضرت عائشہؓ سے سیکھو۔ پھر اگر آپ کو علم حدیث سے کچھ مس ہوتی تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس کمسن بی بی یعنی حضرت ام المومنین عائشہؓ سے علماء امت محمدیہ نے کس قدر علم حاصل کیا ہے اور کس قدر مسائل کی بنا اس کے فتوی پر رکھی ہے پھر

اگر خواجہ صاحب کو علم حدیث میں کچھ دسترس ہوتی تو انکو معلوم ہوتا کہ بہت سے کمسن لڑکے ایسے ہیں جن کی عمر اس شخص کی عمر سے بہت چھوٹی تھی جس کی طرف خواجہ صاحب اشارہ فرماتے ہیں مگر علما اور فقہا اور محدثین ان کمسن لڑکوں سے بہت باتیں سیکھیں اور ان کی رائے اور فتوے پر بہت سے احکام دین کی بنا رکہی۔ اگر خواجہ صاحب کو خود علم نہیں تو وہ کسی عالم سے دریافت کریں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی جن کے فتاوی پر احکام شریعت کی بنا رکھی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا عمر تھی پھر کمسنی پر اعتراض کرنیوالے خواجہ صاحب کو ہم ایک اور عجیب بات سناتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم ہے کہ حضرت اسامہ کی اسوقت کیا عمر تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فوج کا کمانڈر بناکر اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کو اس کے ماتحت کر کے شام کی طرف روانہ کیا۔ اگر خواجہ صاحب کو معلوم نہیں تو ہم انکو اطلاع دیتے ہیں اس وقت ان کی عمر اس سے دو سال کم تھی جتنی کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کیوقت اس شخص کی عمر تھی جسکی کمسنی کی طرف خواجہ صاحب اشارہ کرتے ہیں۔ پس خواجہ صاحب کو چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اعتراض کریں۔ جنہوں نے ایک ایسے شخص کو جو بقول ان کے ابھی سن رشد کو نہیں پہنچا تھا فوج کا کمانڈر بنا دیا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو اس کے ماتحت رکھدیا خواجہ صاحب آپ دلائل قویہ اور براہین قاطعہ کے سامنے لاجواب ہو کر یہودیوں کی طرح یہ کہکر کیوں اپنا پیچھا چھڑاتے ہو کہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا اگر طاقت ہے تو دلائل کا دلائل کے ساتھ مغلوب کرنا تو آپ کے لئے بالکل آسان ہونا چاہیئے کیونکہ آپ ماشاء اللہ حضرت مسیح موعود کے وقت سن رشد کو پہنچے ہوئے تھے پھر کیوں گھبراتے ہو اور کیوں حیلہ سازیوں کی طرف رجوع کرتے ہو۔ خواجہ صاحب اگر آپنے قرآن ہی کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی لچر باتیں زبان پر نہ لاتے۔ ہمارا خدا تو وہ خدا ہے۔ جو کہتا ہے واتیناہ الحکم صبیا پھر آپنے سورۂ یوسف میں بھی ایک لڑکے کا حال پڑھا ہوگا جس کے سامنے آپ جیسے ونحن عصبۃ کہنے والوں کو آخر یہ کہنا پڑا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا اور آپکو شاید معلوم نہ ہو کہ اس نوجوان کا نام بھی جس کی کم سنی پر آپ اعتراض کرتے ہیں خدا کے الہام میں یوسف رکھا گیا ہے آپ صاحبان نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ ہمارا محمود واقعی طور پر یوسف ہے کیونکہ آپ صاحب چودھویں صدی کے یوسف سے اسی طرح پیش آئے جس طرح یعقوبؑ کے بیٹے اپنے چھوٹے بھائی سے پیش آئے۔ پس آپ اس کے سامنے اپنے سن رشد پر فخر نہ کرو اور استکبار کے ساتھ انا خیر منہ کی آواز بلند نہ کرو۔ آپ بیشک پیشلیسٹ ہونے کے مدعی ہونگے مگر حضرت مسیحؑ کا وہ قول یاد کرو جس میں وہ کہتا ہے کہ خداوند نے ان باتوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا۔ اور بچوں پر کھول دیا۔ پھر خواجہ صاحب۔ آپ تو ایک شخص کو نوجوان دیکھکر اس کی حقارت کرتے ہو مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اس وقت کیا عمر تھی جب آپ اپنی قوم میں بطور مصلح کے کھڑے ہوئے اگر آپکو معلوم نہیں تو قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو۔ سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم۔

پھر خواجہ صاحب جس کی نوجوانی پر آپ اعتراض کرتے ہیں وہ تو ایک نبی کا بیٹا ہے۔ جسکی نسبت الہام ہے کہ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور جلد جلد بڑھیگا۔ وہ ہماری تمہاری طرح کسی معمولی آدمی کا بیٹا نہیں۔ کیا پھر آپکو حضرت ابن عربی کی وہ پیشگوئی بھی معلوم ہے جس میں وہ ایک مہدی کی عمر ۲۶ سال بتاتے ہیں۔ اور مسند خلافت پر بیٹھنے کے وقت جس وقت آپ لوگوں نے اس کی اطاعت سے سرکشی اختیار کی اس نوجوان کی ۲۶ سال ہی کی عمر تھی۔ پھر آپکو حضرت مسیح موعود کا وہ الہام بھی یاد ہے کہ یرد علیک ایام الشباب یعنی تجھے پھر جوانی کے دن دیئے جاوینگے۔ پس یہی جوانی کے دن ہیں۔ جو آپکو دیئے گئے اگر تمہاری آنکھیں ہوتیں تو تم دیکھتے کہ جسکی کم سنی پر تم اعتراض کرتے ہو وہ تو مسیح ہی ہے جو جوانی کے لباس میں تمہارے لئے آیا جیسا کہ الہام الٰہی میں خبر دی گئی تھی کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ مگر میں نے غلطی کی کہ آپکے سامنے الہامات پیش کئے آپ تو زیادہ سے زیادہ صرف کشوف کے قائل ہیں اور الہام تو آپکے نزدیک بڑا ہی غرق کر دیتے ہیں۔ بے شک الہام بڑا غرق کرتے ہیں۔ مگر ان کا جو غرق ہونے کے لائق ہوتے ہیں۔ دوسروں کا بیڑا پار کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب اگر آپ کا آیۂ تکلم الناس فی المھد پر ہی ایمان ہوتا تو آپ کم سنی کا اعتراض نہ کرتے۔ مگر آپ تو ماشاء اللہ ریشنلسٹ ہوئے آپ کو ان باتوں پر کیونکر ایمان ہو۔ پھر خواجہ صاحب جس شخص کو آپ کمسنی کا الزام لگاتے ہیں وہ وہی شخص ہے جس سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مضمون لکھوا کر اپنے نام پر شائع کئے جس کے مضمون پر حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے جسکو آپنے الوصیت کے منشاء کے مطابق خلیفۃ المسیح تسلیم کیا تھا اور جس کی بیعت آپنے الوصیت کے ماتحت تمام جماعت کے لئے ضروری سمجھی تھی اور جس کی اطاعت بحیثیت خلیفۃ المسیح کے آپنے اپنے اوپر حسب منشاء الوصیت ایسی لازمی قرار دی تھی جیسی خود مسیح موعود کی حضرت مسیح موعود کو مبارکباد دی جس کے مضمون کو حضرت مسیح موعود نے پڑھکر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اب یہ استاد ہو گیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک ماہواری رسالہ کا ایڈیٹر تھا۔ اور یہ وہی شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کی ڈائری لکھا کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں مجلس معتمدین صدر انجمن کا رکن بنایا اور جس نے کچھ عرصہ صدر انجمن احمدیہ کی سیکرٹری شپ کا کام کیا۔ یہ وہی شخص ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے تم سب کا پریزیڈنٹ بنایا اور امامت اور خطبوں کے لئے ان کو منتخب کیا (کیا ایک دن بھی مولوی محمد علی صاحب کو یہ شرف حاصل ہوا) اور پھر یہ وہی نوجوان ہے جس کی سچائی کے خواجہ صاحب اس نوجوان کی نسبت جس کے مقابلہ سے خواجہ صاحب جیسے پہلوان اور مولوی محمد علی صاحب جیسے بہادر عاجز ہو کر طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے

کام لے پیچ اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی زندگی میں ان کے دن کھیل کود کے لئے زیادہ موزون تھے۔ اور ویسا ہی میں رہے۔ اس اعتراض کا جواب میں خود نہیں دینا چاہتا بلکہ اس کے جواب کے لئے خواجہ صاحب کے امیر یا حریف مولوی محمد علی صاحب کو پیش کرتا ہوں جنکو خواجہ صاحب کی نسبت قادیان میں زیادہ عرصہ رہنے اور ان کے بچپن کے حالات کا مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے اور امید ہے کہ ان کا جواب خواجہ صاحب کے لئے کافی شافی ثابت ہوگا مولوی محمد علی صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان پر ۱۹۰۶ء میں ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے جماعت تو اس مضمون کو پڑھیگی مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب دنیا میں فساد ہو جاتا ہے...... تو اسوقت میں ہمیشہ سے خدا تعالےٰ کی یہ سنت رہی ہے۔ کہ وہ انہی لوگوں میں ایک نبی کو مامور کرتا ہے......

ایسا ہی اس وقت میں ہوا (خواجہ صاحب غور فرما دیں کہ اس نوجوان کا عقیدہ اس بچپن کے زمانہ میں بھی یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس پر صاد کیا۔ معلوم نہیں اب کیوں مولوی صاحب اس عقیدہ کو مہلک قرار دیکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ برسر پیکار ہوتے ہیں۔ کیا اس کی وجہ حسداً من انفسھم ہے کہ خدا تعالےٰ نے انکو خلافت کا منصب عطا کیا یا یہ کہ مولوی صاحب ہی اپنے پاؤں پر الٹے پھر گئے۔ ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیاً)...... جو دلیل میں سلسلہ کی صداقت پر گواہ کے طور اس وقت کل مخالفین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ اس مضمون کا آخری حصہ ہے جسکو میں نے صاحبزادہ صاحب کے اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں

...... دین کی ہمدردی اور اسلام کی حمائت کا جوش جو ادیر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے (ہمنے بخوف طوالت یہ الفاظ نقل نہیں کئے مشتہران) ایک خارق عادت بات ہے (ناظرین مولوی صاحب کے ان الفاظ پر غور کریں۔ اور کھیل کود کا اعتراض کرنیوالے صاحب بھی ذرا غور سے دیکھیں کہ مولوی صاحب آگے کیا فرماتے ہیں) صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے چنانچہ ابھی میر محمد اسحٰق کے نکاح کی تقریب پر چند اشعار انہوں نے لکھے تو ان میں بھی یہی دعا ہے کہ اے خدا تو ان دونوں اور ان کی اولاد کو خادم دین بنا۔ برخوردار عبد الحی کی آمین کی تقریب پر اشعار لکھے تو ان میں یہی دعا بار بار کی کہ اسے قرآن کا سچا خادم بنا۔ ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان امنگون کا بھر جانا معمولی امر نہیں کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھکر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہہ جوش اس بچے کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہو نا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی (مولوی صاحب! اب آپ ایسے پاک اور نورانی وجود کا کیوں مقابلہ کرتے ہو۔ خواجہ صاحب امید ہے کہ ان الفاظ کے پڑہنے کے بعد حضرت فضل عمر پر بچپن کا اعتراض کرتے ہوئے شرم کرینگے) اے بدقسمت لوگو غور کرو۔ کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افترا کے زمانہ میں پیدا ہو اور افترا کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے؟ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں جو ان باتون کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیوں تمہاری سمجھیں الٹی ہو گئیں ہیں غور کرو! کہ جس کی تعلیم و تربیت کا یہ پھل ہے۔ وہ کاذب ہو سکتا ہے؟ اگر وہ کاذب ہے تو پھر دنیا میں صادق کا کیا نشان ہے"؟ اب ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا اب یہ نشان غلط ہو گیا۔ دیکھو کیسے زور سے انہوں نے حضرت فضل عمرؓ کے وجود کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا عظیم الشان نشان ٹھہرایا۔ اب میں مولوی صاحب کے الفاظ میں ہی مولوی صاحب۔ خواجہ صاحب اور ان کے دیگر رفقاء سے پوچھتا ہوں کہ اے لوگو غور کرو۔ کہ کیا خدا کے نبی کی اولاد جن کے وجود کو وہ اپنی صداقت کا نشان ٹھہرائے اور جن کے متعلق خدا تعالےٰ قبل از وقت اپنے رسول کو بڑی بڑی عظیم الشان بشارتیں دے ایسی گندی ہو سکتی ہے جیسا اب تم انکو ظاہر کرتے ہو۔ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں۔ جو ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا کیوں تمہاری سمجھیں الٹی ہو گئی ہیں۔ غور کرو کہ جس کی بشارتوں کے مطابق پیدا ہونے والا بیٹا ایسا گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہو۔ جیسا تم اسکو سمجھتے ہو۔ جس کی تعلیم اور تربیت اور دعاؤں کا پھل ایسا ہو کہ اس کے سلسلہ کو ہی غرق کر دینے والا ہو۔ جس کی سچائی کا نشان ایسا لڑکا ہو کہ وہ اس کی جماعت کو ضلالت کے گڑھے میں گرانے والا ہو۔ وہ صادق ہو سکتا ہے" صاحبان کیا یہی وجہ ہے کہ اب تم حضرت مسیح موعود کے الہامات کو بقول خواجہ صاحب بیڑا غرق کر دینے والے سمجھنے لگ گئے ہو۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص جنکو مولوی محمد علی صاحب نے مندرجہ بالا ریویو میں مخاطب کیا ہے۔ ان کا یہی مضمون ان کے سامنے جاکر رکھے اور ان سے پوچھے کہ کیا اب تم اس لڑکے کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا بے نظیر نشان قرار دیتے ہو تو مولوی صاحب کیا جواب دیں۔

ہم خواجہ صاحب کے متعلق بے انصافی کے مرتکب ہونگے اگر ہم اس بات کا اظہار نہ کریں کہ خواجہ صاحب نے اپنے اشتہار میں ایک امر میں ضرور انصاف سے کام لیا ہے۔ آپنے جیسا کم سنی کے اعتراض میں ایک فریق کی طرف اشارہ کیا ہے ایسا ہی آپنے انصاف سے یہ بعید سمجھا ہے کہ دوسرے فریق کی طرف بھی اشارہ نہ کریں کیونکہ ایسی صورت

میں آپ پر ناجائز طرفداری کا اعتراض پڑ سکتا تھا۔ چونکہ آپ نے اپنے تئیں ہر دو فریق میں بطور ایک ثالث کے پیش کیا ہے اس لئے جیسا آپ نے ایک فریق کی طرف کم سنی کے اعتراض میں اشارہ کیا ہے ایسا ہی دوسرے فریق کو بھی ذکر خیر سے محروم نہیں رکھا۔ ذیل میں ہم خواجہ صاحب کے اشتہار میں سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو لفظ بہ لفظ مولوی محمد علی صاحب کے حال پر چسپاں ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں "تیسرا گروہ خاص کانشنس رکھنے والا گروہ ہے۔ ان میں سے بعض حضرت کی صحبت میں برسوں بیٹھے انہوں نے جو کچھ حضرت صاحب سے سیکھا وہ خود اپنی قلموں سے حضرت اعلیٰ کی زندگی میں ہی شائع کیا۔ ان کی تحریریں بھی موجود ہیں۔ ان میں سے بعض نے مستقل کتابیں اعلیحضرت کے وصال کے بعد بھی لکھیں۔ آج یہی لوگ اپنی تحریروں کے خلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں" یہ الفاظ مولوی محمد علی صاحب پر بالکل چسپاں ہیں۔ کیونکہ جن عقائد کا انہوں نے اپنی پہلی تحریروں ریویو وغیرہ میں اظہار کیا آج انہی کے برخلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہمارے عقائد حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت کے بارہ میں بعینہ وہی ہیں جو مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں لکھے مگر تعجب ہے کہ انہیں عقائد کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب ہمارے ساتھ لڑتے ہیں اور بقول خواجہ صاحب اپنی تحریروں کے خلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہاں ایک بات میں بھول گیا۔ خواجہ صاحب کو اس قدر سردردی کرنے کی کیا ضرورت ہے انکو میں ایک بالکل آسان راہ فیصلہ کی بتاتا ہوں ان کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ دوسرے بزرگوں کی رائے دریافت کریں جو حضرت صاحب کی وفات کے وقت آئی تھی۔ وہ صرف مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت ان کا کیا عقیدہ تھا اسی پر فیصلہ کر لیں یہ عقیدہ ان کا ریویو کے صفحات میں موجود ہے خصوصاً اس مضمون میں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت لکھا۔ بس ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے اگر خواجہ صاحب کو حق کی ضرورت ہے تو اسی کو دیکھ لیں۔ وہی ہمارا عقیدہ اس وقت تھا اور وہی اس وقت ہے۔

خواجہ صاحب اپنے اشتہار میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایسے وقت میں فساد ہوا جب کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت سے برسوں فائدہ اٹھانے والے دنیا میں موجود ہیں اور یہ کہ یہ فخر کسی اور امت کو حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح کی امت میں غلو کرنیوالے ایک لمبا عرصہ بعد ایسے وقت میں پیدا ہوئے جب کہ وہ لوگ دنیا سے اٹھ گئے تھے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحبت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ خواجہ صاحب کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ غلو کرنے والے ہمیشہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں جب کہ صحیح علم رکھنے والے لوگ گذر جاتے ہیں اور جہالت کا زمانہ آجاتا ہے تاریخ بھی اسی بات کی شہادت دیتی ہے اور عقل بھی اسی امر کی گواہی دیتا ہے کہ غلو کرنے والے بہت عرصہ کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں تمام انبیاء کی تاریخ اسی بات کی تصدیق کرتی ہے اور یہی سنت اللہ رہی ہے۔ ہاں گذشتہ تجربہ ہمیں یہ ضرور بتاتا ہے کہ رسول اور نبی کی وفات کے بعد جلدی بعض لوگ ارتداد ضرور اختیار کر لیتے ہیں۔ غلو کرنیوالوں کے متعلق تو خواجہ صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بعد میں ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد پیدا ہوتے رہے ہیں اور وہ اس بات کو بھی ضرور تسلیم کرینگے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت جلد مرتدین کا گروہ پیدا ہو گیا۔ پس سنت اللہ یہی ثابت ہوتی ہے کہ غلو کرنے والے زمانہ دراز کے بعد پیدا ہوتے ہیں مگر مرتدین کا گروہ وفات کے بعد جلدی ہی نمودار ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مرتدین کے پیدا ہونے کے متعلق جو سنت اللہ ہے اسکا ذکر صراحت کے ساتھ بطور پیشگوئی کے کیا ہے۔ پس خواجہ صاحب کو غلو کرنیوالوں کی تلاش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ مرتدین کا گروہ کون ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود کا ایک کشف بھی موجود ہے (اور خواجہ صاحب کشف کے قائل ہیں) جو آپ نے ایک سنجیدہ آدمی کے مرتدین کے گروہ میں شامل ہونے کے بارہ میں دیکھا اور جو حضرت مسیح موعود کے کشوف میں شامل ہو چکا ہے۔

نوٹ۔ خواجہ صاحب کی شائع کردہ فہرست کے متعلق دو امور اور بھی قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ایک سو آدمیوں کے نام شہادت کے لئے تجویز کئے ہیں۔ مگر جب فہرست کو گنا جاتا ہے تو وہ ۷۷ یا ۷۸ آدمیوں کے نام ہیں۔ شاید حواس باختگی کی حالت میں ایسی غلطی ہو گئی۔ دوسرے وہ بعض ایسے آدمیوں کے نام بھی درج کرتے ہیں جو بیعت کے بعد مرتد ہو چکے ہیں۔ غالباً وہ انکو بھی مبائعین میں ہی شامل کر کے مبائعین کی تعداد پوری کرتے ہونگے۔ یہ خواجہ صاحب کی حق جوئی کا ایک ثبوت ہے۔ خواجہ صاحب نے اگر ایسے لوگوں کی رائے پر ہی فیصلہ کرنا تھا جو برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ تو انکو ضرورت نہ تھی کہ ان سے کسی قسم کے سوالات کرتے۔ وہ یہی دیکھ لیتے کہ ایسے لوگوں کی زیادہ تعداد کس طرف ہے پس ان لوگوں نے اپنے عمل سے اپنی رائے کو ظاہر کر دیا تھا۔ خواجہ صاحب کو اگر سچائی کی پیاس ہوتی اور واقعی وہ ان کے فیصلہ کو صحیح سمجھتے تو چاہیئے تھا کہ وہ بھی اسی طرف ہو جاتے جس طرف ایسے لوگوں کی کثرت تھی۔ مگر سچائی کی پیاس کہاں!

المشتہران

شیر علی عفی عنہ۔ مفتی محمد صادق عفی عنہ۔ احمد نور
ڈاکٹر عبداللہ غلام محمد امرتسری۔ قادیان دارالامان